بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان

مذاہب

مرزائی۔ رافضی، چکڑالوی وغیرہ کافر ہیں یا نہیں۔

سوال:۔ معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ، مرزائیہ، چکڑالویہ، رافضیہ بلا تفضیلیہ وغیرہ وغیرہ فرقے یہ قطعی کافر ہیں یا نہیں۔ نماز میں ان کی اقتدا، اور ان سے سلام مصافحہ کرنا روا ہے یا نہیں۔ ان کی وراثت مسلم کو یا مسلم کی وراثت ان کو پہنچتی ہے یا نہیں؟ اور مسلم عورت کو ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مسلمان عورت کا خاوند ان فرقوں میں داخل ہو جائے۔ مذہب اہل سنت والجماعت بدل دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ بلا طلاق وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ان فرق کے گمراہ، زندیق، ملحد، بدعتی ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ البتہ کافر ہونے میں تفصیل ہے۔ مرزائیہ، چکڑالویہ تو بے شک کافر ہیں۔ معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ بھی تقریباً ایسے ہی ہیں لیکن صاف کافر کہنا ذرا مشکل ہے۔ رافضیہ میں سے غالی قطعاً کافر ہیں۔ جو حضرت ابوبکرؓ وغیرہم کو مرتد کہتے ہیں اور زیدیہ کافر نہیں۔ جن کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کی امامت خطا نہیں ہے۔ مگر حضرت علیؓ افضل ہیں اور حضرت عثمانؓ کے بارہ میں ساکت ہیں۔ نہ اچھا کہتے ہیں۔ نہ برا۔

اگر ان فرقوں کی اور ان کے علاوہ باقی فرقوں کی تفصیل مطلوب ہو۔ تو کتاب ملل والنحل ابن حزم اور شہرستانی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کا بھی ایک رسالہ خبیئۃ الاکوان اس بارہ میں

ہے۔ وہ بھی اچھا ہے۔

رہا ان لوگوں سے میل ملاپ تو یہ بالکل ناجائز ہے۔ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۱ میں مسند احمد وغیرہ سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ جب تم متشابہ آیتوں کے پیچھے جانے والوں کو دیکھو تو ان سے بچو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں سے ناطہ رشتہ وغیرہ کرنا یا ویسے میل ملاپ رکھنا یا نماز میں امام بنانا اس قسم کا تعلق کوئی بھی جائز نہیں۔ بلکہ جو ان میں سے کافر ہیں۔ اگر اتفاقی طور پر ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا غلطی سے ان کے ساتھ نکاح کا تعلق ہو گیا ہو۔ تو نماز بھی صحیح نہیں اور نکاح بھی صحیح نہیں۔ نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر نکاح پڑھا ہوا ہو۔ اور بعد میں ایسی بدعت کے مرتکب ہوئے جو حد کفر کو پہنچ گئی۔ تو بھی نکاح خود بخود فسخ ہو جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا یعنی مشرک مردوں کو نکاح نہ دو اور دوسری جگہ ہے وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی کافر عورتوں کے ساتھ نکاح مت رکھو۔ اگر اسی حالت میں مر جائیں مسلمان ان کے وارث نہیں اور یہ مسلمانوں کے وارث نہیں۔

عبداللہ امرتسری

سوال :- جس حدیث میں امت کے تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے کا بیان ہے۔ اس لفظ امت سے امت اجابت مراد ہے یا امت دعوت؟

سیٹھ ابراہیم حسین از بنگلور ۲۹ شوال ۱۹ھ

جواب :- اس حدیث سے امت اجابت مراد ہے۔ یعنی مسلمانوں کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ جس کی کئی وجہ ہیں۔

پہلی وجہ :- یہ کہ اس حدیث میں پہلے ذکر ہے۔ کہ تم بنی اسرائیل کے برابر ہو جاؤ گے۔ جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے ماں سے بدکاری کی ہوگی۔ تو تم میں سے بھی کوئی یہ کام کرے گا۔ پھر فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے تم تہتر ہو جاؤ گے اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی امت اجابت ہے تو اس امت سے بھی امت اجابت مراد ہونی چاہیئے۔ تاکہ مقابلہ صحیح برابر ٹھیک ہو جائے۔

دوسری وجہ :- یہ کہ آپ نے آئندہ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اگر کفار بھی شامل ہوتے تو یہ فرقے اس وقت بھی موجود تھے۔ پھر آئندہ کی پیشگوئی کا کیا معنی؟

تیسری وجہ :- یہ کہ حضورؐ کا مقصد ڈرانا ہے۔ تاکہ گمراہ فرقوں سے پرہیز کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کفار کے فرقوں کا ذکر فضول ہے کیونکہ وہ حضورؐ کی نبوت سے منکر ہیں، اور آپ کو معاذ اللہ کاذب سمجھتے ہیں۔ تو وہ اہل اسلام کی گمراہی کا سبب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ گمراہی کا باعث اسلامی دعویٰ اور اسلامی رنگ ڈھنگ میں اپنے خیالات کو پیش کرنا ہے اور یہ بات اسلامی فرقوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ پس وہی مراد ہوں گے۔

چوتھی وجہ :- یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کی پہچان میں صحابہؓ کا بھی ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کفار کی پہچان کے لئے صحابہؓ کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی پہچان صرف یہی ہے کہ وہ آپ کی رسالت کے منکر ہیں، ہاں اسلامی فرقوں کی پہچان کے لئے صحابہؓ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ میں کتاب و سنت کو مانتا ہوں، سو اس کی پہچان میں صحابہؓ کو دخل ہے۔ اگر قرآن و حدیث کو اسی طریق پر تسلیم کیا جائے جیسے صحابہؓ نے کیا، اور ان کے موافق تفسیر کی، تو وہ ناجی ہے ورنہ اہل نار سے ہے۔ اس قسم کے بعض اور وجوہ بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امت سے مراد امت اجابت ہے۔ اور ترمذی میں ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور مجمع البحار والے نے تذکرۃ الموضوعات کے ص۱۵ میں اس کو حسن کہا ہے اور یہ حدیث مختصر بھی مروی ہے جس میں صرف اتنا ذکر ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے میری اُمت تہتر فرقے ہو جائے گی، اور اس کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ ترمذی باب افتراق ہذہ الامۃ ص۸۹ جلد ۲ علاوہ اس کے یہ حدیث قرناً بعد قرن ایسی مشہور چلی آتی ہے کہ اس شہرت نے اس کو اعلیٰ درجہ کی صحیح بنا دیا ہے۔

سوال :- ناجی گروہ کون ہے؟ کل مسلمان یا ان میں سے کوئی خاص گروہ مُراد ہے۔ حدیث مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا کیا مطلب ہے؟

جواب :- ناجی گروہ خاص ہے جس کی پہچان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ بتلائی ہے۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا مطلب ذرا تفصیل چاہتا ہے یہاں اس مسئلہ کو مختصر ذکر کرتے ہیں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ حق و باطل کا معیار ملاحظہ فرمایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی سب جہنمی ہیں، صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کونسا ہے؟ فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ حقہ کا معیار دو چیزیں بتلائی ہیں۔ ایک اپنی ذات بابرکات، دوم صحابہؓ کا وجود باجود۔ قبل ازیں کہ ان دونوں کی نسبت کچھ ذکر کیا جائے تھوڑی سی تمہید سن لیں۔

علمی بحث جو شے دوسری چیز کا معیار ہو کیا وہ خود معیار کی محتاج ہوگی یا نہ؟ اگر نہ ہو تو معاملہ صاف ہو گیا۔ اگر ہو تو پھر ایک اور معیار کی ضرورت ہوگی جس سے اس معیار کو جانچا جائے۔ اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس حدیث میں حضورؐ نے اپنی ذات کو فرقۂ حقہ کا معیار قرار دیا ہے یعنی جس طریق پر آپ ہوں گے، اسی طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شبہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو فرقۂ حقہ میں داخل ہیں تو ان کی جانچ کس طرح ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی جانچ معجزات اور نشانات وغیرہ سے ہوگی یعنی معجزات اور نشانات وغیرہ سے سمجھ لیا جائے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور حق سے مراد یہاں یہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو پس اس طریق سے بحیثیت رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معیار ہوئے۔

دوسری چیز جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیار قرار دیا ہے، وہ صحابہؓ ہیں۔ یعنی جس طریق پر صحابہؓ ہوں گے اس طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہوگا۔ جو ان کے خلاف ہوگا، وہ باطل پرست ہے۔ اب یہاں دو شبہات ہیں۔ ایک یہ کہ صحابہؓ بھی فرقہ میں داخل ہیں، تو ان کی جانچ کس طرح ہوگی؟ دوم یہ کہ صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے جُدا ہے یا نہیں؟ اگر جُدا ہے تو صحابہؓ معاذ اللہ باطل پرست ہوئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا طریق باطل ہے اور اگر صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ سے جُدا نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ کی ذات ہی معیار ہوئی۔ صحابہؓ کو معیار کیوں بنایا؟ — پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ صحابہؓ بے شک فرقۂ حقہ میں داخل ہیں لیکن ان کے حق پر ہونے کی جانچ صحابیت سے ہوگی۔ یعنی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسالت معیار ہیں، اور آپ کی رسالت معجزات اور نشانات وغیرہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اسی طرح صحابہؓ بحیثیت صحابیت معیار ہیں۔ اور صحابیت پہچاننے کا معیار الگ ہے۔

تفصیلی بیان صحابی کی تعریف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان پر ہی خاتمہ ہو گیا ہو۔ ایمان پر خاتمہ کا پتہ کس طرح لگے؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جیسے عام طور پر حسن ظن رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو مومن سمجھ لیا جاتا ہے اور حسن خاتمہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صحابہؓ کے ایمان اور خاتمہ کا پتہ لگایا جائے۔ دوم یہ کہ خدا و رسول کی شہادت ہو کہ فلاں ایمان والا ہے فلاں کو خدا اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔ فلاں جنتی ہے فلاں سے خدا راضی ہے وغیرہ وغیرہ — ثانی الذکر اصل معیار ہے اور صحابیت کا اعلیٰ مقام ہے اور اول الذکر دوسرے درجہ پر ہے جو ثانی الذکر کے تابع ہے اس لئے رسالہ تعریف

اہل سنت میں ہم نے ثانی الذکر پر ہی اکتفا کی ہے۔ ہاں اگر اول الذکر کسی کے ایمان اور حسن خاتمہ پر قریباً متفق ہوں تو یہ ثانی الذکر کے حکم میں ہو سکتا ہے۔ بہر صورت صحابہؓ کا معیار ہونا بحیثیت صحابیت ہے۔ جس کا مدار ایمان اور حسن خاتمہ پر ہے جب ایمان اور حسن خاتمہ کا علم ہوگیا تو صحابیت کا پتہ آسانی سے لگ گیا پس اس طریق سے صحابہؓ بحیثیت صحابہؓ معیار حق ہیں — دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی لفظی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے۔ اس میں دکسی قسم کا اختلاف ہوا نہ ہو سکتا ہے چنانچہ ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ربع) بے شک ہم نے ہی قرآن اتارا اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

خدائی حفاظت کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قرآن مجید ہمارے پاس ہوں کا توں موجود ہے اس میں زیر زبر تک فرق نہیں پڑا ہاں اس کی تفسیر اور معانی میں بڑا اختلاف ہے یہی اختلاف فرقہ بندیوں کا منبع ہے۔ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ ہماری تفسیر عربیت کی رو سے صحیح ہے۔ اس موقع پر جس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی تفسیر کے موافق ہوگی وہی فرقہ حق ہوگا۔ باقی سب باطل اور گمراہ ہوں گے۔ مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ سے یہی مراد ہے — خلاصہ یہ ہے کہ صحابہؓ کا طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے الگ نہیں مگر جہاں حدیث سے تفسیر نہ ملے . . . . وہاں صحابہؓ کی تفسیر رسول کا طریق ہے۔ اور وہی خدا کی منشا ہے پس حدیث سے تفسیر نہ ملے وہاں صحابہؓ سے لینی چاہئے کیونکہ ایک تو قرآن مجید ان کی مادری زبان تھی دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور شاگرد تھے وحی ان کے سامنے اتری قرائن اور احوال ان کے سامنے تھے۔ علم صحیح اور عمل صالح رکھتے تھے غرض جتنی باتیں کسی کلام کے صحیح مطلب سمجھنے کے لئے ضروری ہیں، وہ ان میں بوجہ اتم موجود تھیں، سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی صحبت کا فیض اور مشاہدہ قرائن واحوال یہ دو چیزیں ہیں کہ بعد والے ان سے محروم ہیں۔ اس لئے اختلاف اور فرقہ بندیوں کے وقت صحیح تفسیر کا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرار دیا ہے۔ ایسے موقع پر صحیح تفسیر خدائی منشا کے مطابق جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے پہنچانا چاہتے ہیں وہی ہے۔ جو سلف کے موافق ہو ان کے خلاف تفسیر کرنے والا یقینی گمراہ جہنمی ہے خاص کر جس تفسیر میں صحابہؓ سے اختلاف مروی نہ ہو یا جس مسئلہ پر صحابہؓ کا اتفاق ہو وہ قطعیت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر سلف کی مخالفت کرنے والا بعید نہیں۔ کہ کفر تک پہنچ جائے۔ یعنی اسلام سے بالکل خارج ہو جائے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا نہیں مانتے یا ختم نبوت کے قائل نہیں۔ یا جیسے چکڑالوی حدیث ہی کے منکر ہیں حالانکہ حجیت حدیث پر صحابہ متفق ہیں۔ اسی طرح شیعہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں یہی نہیں بلکہ ان کی صحابیت کے منکر ہیں۔

بلکہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، حالانکہ صحابہؓ ان کی خلافت حقہ اور صحابیت پر متفق ہیں اور اس منصب میں ان کو اعلیٰ پایہ دیتے ہیں، اس طرح بریلویوں وغیرہ نے سلف اور خیر قرون کے خلاف کئی مسائل ایجاد کر رکھے ہیں جن کا سلف اور خیر قرون میں نام و نشان نہیں تھا جیسے مروجہ میلاد، روٹی پر ختم، سالانہ عرس وغیرہ بلکہ بعض مسائل سلف کے اور خیر القرون کے صریح مناقض ہیں جیسے حضورؐ کو حاضر ناظر سمجھنا بشریت سے انکار کرنا وغیرہ۔ اسی طرح نیچریہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ بلکہ تقلید شخصی کو فرض واجب جاننے والے اور اس کو شرعی حکم سمجھنے والے یہ سب ما انا علیہ واصحابی سے خارج ہیں کیونکہ انہوں نے صحابہ کی روش ترک کر دی اور قرآن مجید بلکہ حدیث سے بھی استدلال کرنے کے وقت خیر القرون کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ خیر القرون نے قرآن مجید کی کیا تفسیر کی اور حدیث پر کس طرح عمل کیا۔

(عبداللہ امرتسری، روپڑ ضلع انبالہ)

سوال: حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلمان ہیں یا نہیں؟ مقلدین کے پیچھے نماز اہلحدیث کو جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ فرقے مسلمان ہیں تو اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں یا نہیں؟ مقلد کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ مقلد کی منکوحہ سے نکاح حلال ہے یا حرام؟

جواب: احناف دیوبندی اہل سنت میں شامل ہیں اور اہل سنت کے کئی فرقے ہیں جن میں سے بعض ہر مسئلہ میں ترجیح رکھتے ہیں وہ جماعت اہل حدیث ہے اگر کوئی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھ لے تو ہو جائے گی لیکن ترجیح اہل حدیث کو ہے اگر امام مقرر کرنا ہو تو اہل حدیث کی کوشش کرنی چاہیئے۔ باقی باتوں کے جوابات بھی اس کی تحت میں آگئے۔ اس طرح نکاح پر نکاح بھی صحیح نہیں۔

احناف دیوبندی اور اہلحدیث میں کیا فرق ہے

سوال: ۱۔ احناف دیوبندی اور اہلحدیث میں باعتبار عقائد اصولیہ و شرعیہ کیا فرق ہے؟ ۲۔ احناف دیوبندی باوجود عقیدہ وجوب تقلید شخصی فرقہ ناجیہ ہیں یا نہ؟ ۳۔ اہلحدیث باوجود غیر مقلد ہونے کے محدثین امام بخاری و مسلم وغیرہ کی تحقیقات و اجتہاد کو ائمہ اربعہ مجتہدین کی تحقیق و اجتہاد پر کیوں ترجیح دیتے ہیں کیا یہ تقلید نہیں ہے؟ ۴۔ احناف کے فقہاء و محدثین مثل عینی و طحاوی و ابن الہمام کی تحقیقات حدیثیہ کو اہلحدیث کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ حالانکہ یہ فقہا بھی حدیث کی تصحیح و تضعیف بطریق محدثین کرتے ہیں؟ ۵۔ جو حدیث کو معمول بہ زمانہ سلف رہی گو وہ سنداً ضعیف ہو قابل قبول ہے یا نہیں؟ ۶۔ امام ترمذیؒ جو اپنے جامع

سنن میں فرماتے ہیں وعلیہ عمل اھل العلم اس سے کون اہل علم مراد ہیں؟ یا صحابہ سلف امت مراد ہیں یا تابعین وغیرہ اور مقصود امام ترمذیؒ کا اس قول سے کیا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ تعقبات علی الموضوعات میں لکھتے ہیں تلک الحدیث اخرجہ الترمذی وقال حسن ضعفہ احمد وغیرہ والعمل ھذا الحدیث عند اھل العلم فاشار بذلک الی ان الحدیث اعتضد بقول اھل العلم وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علیہ۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حدیث ضعیف الاسناد ہو وہ معمول بہ ہونے کی وجہ سے صحیح اور قابل عمل ہے۔ لیکن اہلحدیث مطلقاً ضعیف کو قابل عمل نہیں ٹھہراتے گو اس پہ اہل علم کا عمل ہوا؟ ۵۔ مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ۶۔ ائمہ اربعہ کا اختلاف مثل اختلاف صحابہؓ ہے یا اس میں فرق ہے؟ بینوا توجروا۔

(السائل ابو محمد جے پوری)

جواب:۔ ۱۔ دیوبندی ہوں یا غیر دیوبندی ہوں جو تقلید شخصی کو شرعاً واجب قرار دیتے ہیں ان میں اور اہلحدیث میں تو فرق ظاہر ہے اور جو واجب نہیں کہتے وہ اہل الحدیث کے حکم میں ہیں جن کی تفصیل شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف کے صفحہ ۵۸ وغیرہ میں کی ہے اور ہم نے بھی تعریف اہلحدیث کے صفحہ ۱۴ لغایت ۲۰ اور تعریف اہلسنت کے صفحہ ۵۰ وغیرہ میں بھی کافی تفصیل کی ہے!

۲۔ شرعاً وجوب تقلید شخصی کا قائل احتیاطاً ناجی ہو سکتا ہے نہ کہ ابتداً کیونکہ وہ دین میں امر غیر شرعی کا قائل ہے جو بدعت ہے۔ لیکن جو صاف آیت و حدیث کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ وہ بڑے خطرہ کے مقام میں ہیں۔ بعید نہیں کہ کفر تک نوبت پہنچ جائے۔

۳۔ اہلحدیث بخاری مسلم کے اجتہاد کو ائمہ اربعہ کے اجتہاد پر ترجیح نہیں دیتے بلکہ دلیل کے تابع ہیں۔ مثلاً ایک مجلس کی تین طلاق میں بہت اہلحدیث بخاری وغیرہ کے خلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے تعریف اہل سنت کے صفحہ ۵۰ کے حاشیہ میں اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ محدثین صحاح ستہ کے اجتہاد کو ائمہ کے اجتہاد پر ترجیح نہیں۔

۴۔ عینیؒ ترکی متعصب ہیں چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم نے فوائد بہیہ میں لکھا ہے۔ طحاویؒ۔ ابن الہمام بھی مذہب کی خاطر تاویلات کر جاتے ہیں، اور صحت میں قواعد محدثین سے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن الہمام بخاری و مسلم کی احادیث کو باقی کتب کی احادیث صحاح پر ترجیح نہیں دیتے۔ پھر یہ لوگ فن حدیث میں ایسے ماہر بھی نہیں ہیں۔ اس لئے محدثین کے مقابلہ میں ان کی تحقیق معتبر نہیں ہاں تائید کا کام دے سکتی ہے۔

۵۔ اگر اس مسئلہ میں اختلاف نہ ہو تو پھر صحت میں کچھ شبہ نہیں۔ چنانچہ اشتہار امامت مشرک میں ہم نے اس کی تفصیل کی ہے اگر اختلاف ہو تو کچھ تقویت پہنچ جاتی ہے۔

۶۔ اہل علم سے صحابہ و تابعین وغیرہ مراد ہیں چنانچہ امام ترمذی کئی جگہ تصریح کر دیتے ہیں۔ عبداللہ امرتسری [illegible]

سوال: قیاس کیا ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں؟ ایک سائل

جواب: قیاس کہتے ہیں ایک حکم کو جو منصوص ہو اس کی علت کے ذریعہ دوسری جگہ ثابت کرنا مثلاً شراب کی حکم کی علت نشہ ہے۔ اور یہ علت بھنگ میں بھی موجود ہے تو بھنگ بھی حرام ہوئی

قیاس کی حجیت میں اختلاف ہے۔ مگر جب علت واضح ہو جو ایک طرح سے دلالۃ النص ہو تو اس کی حجیت میں شبہ نہیں۔ قیاس کی شروط میں بھی اختلاف ہے کتب حنفیہ میں چار شرطیں مشہور ہیں۔

۱۔ وہ حکم کسی نص سے اپنے محل میں خاص نہ ہو جیسے خاصہ۔ ۲۔ وہ حکم کسی قیاس کے خلاف نہ ہو جیسے بھول کر کھانے سے روزہ ٹوٹنا۔ ۳۔ وہ حکم بعینہ بغیر تغیر کے دوسری جگہ ثابت کیا جائے۔ ۴۔ وہ علت ایسی نکالی نہ جائے جس سے نص کا حکم بدل جائے۔

بعض کتب حنفیہ وغیرہ میں اس سے زیادہ شرطیں بھی لکھی ہیں اور بعض علماء اہلحدیث نے بارہ لکھی ہیں۔ اور ان میں اختلاف بھی بتلایا ہے آپ صرف دو شرطیں یاد رکھیں۔ ۱۔ قیاس کسی آیت و حدیث کے خلاف نہ ہو ۲۔ اس کی علت بہت واضح ہو۔

مثلاً حدیث میں کھڑے پانی میں پیشاب کی نہی آئی ہے اور علت اس کی نجاست ہے تو اس علت کی وجہ سے پاخانہ بطریق اولیٰ منع ہوا پس جہاں یہ دو باتیں ہوں وہاں بے تکلف قیاس کر سکتے ہیں کسی اور کا ذکر ہو یا نہ۔ عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم ۷ محرم ۱۳۵۱ھ

سوال: ہندہ کی شادی عمرو کے ساتھ کی گئی۔ بعد نکاح عمرو مرزائی خیال کا ثابت ہوا قریباً عرصہ دو سال بعد اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی اب ہندہ کے والدین ہندہ کو عمرو کے ساتھ روانہ نہیں کرتے۔ نہ وہ ہی طلاق دیتا ہے اور نہ ہی وہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتا ہے۔ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: مرزائی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ہے ولا تمسکوا بعصم الکوافر یعنی کافرہ عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو۔ اور دوسری آیت میں ہے ولا تنکحوا المشرکین یعنی مشرک مردوں کو نکاح نہ دو۔

مرزائی از روئے شریعت مشرک بھی ہیں اور کافر بھی۔ انہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیا نبی کھڑا کر لیا ہے جو شرک فی الرسالت ہے اور کفر بھی ہے۔ پس لڑکی کو جہاں چاہے بغیر فسخ نکاح کے بٹھا دیا جائے۔ کیونکہ کافر کے ساتھ نکاح ہی نہیں رہتا تو فسخ کی کیا ضرورت ہے و عدالت میں بھی کافر کا نکاح فسخ ہے۔ عبداللہ امرتسری از روپڑ

سوال:- کیا بریلوی مشرکوں سے نکاح ہو جاتا ہے؟ کیا عورت کی اجازت کے بغیر نکاح درست ہے؟ اگر اجازت لینے میں صفائی نہ برتی ہو تو ایسے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب:- ۱۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا یعنی مشرکوں کو نکاح نہ دو یہاں تک کہ ایمان لائیں؟ اس بنا پر سوال میں جس عورت کا ذکر ہے اس کا نکاح صحیح نہیں کیونکہ مرد کو قبوری بتلایا گیا ہے جو مشرک ہے پس شرعاً عورت کو اختیار ہے جہاں چاہے کسی دیندار شخص کو ولی مقرر کرکے نکاح کرے۔

نیز ولی نے اگر قبل از نکاح اجازت نہیں لی تو اس وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اور اگر قبل از نکاح اجازت لی ہو مگر صفائی نہ برتی ہو بلکہ فریب کاری سے کام لیا ہو تو اس صورت میں بھی عورت مختار ہے خواہ نکاح فسخ کرے یا قائم کرے۔

۲۔ ان لڑکے لڑکیوں کا نکاح آپس میں دُرست ہے کیونکہ قرآن مجید میں یا حدیث میں جو رشتے حرام بتلائے گئے ہیں ان میں یہ داخل نہیں۔ قرآن مجید میں ہے احل لکم ما وراء ذلکم یعنی "ماسوا محرمات مذکورہ کے باقی رشتے تمہارے لیے حلال ہیں"

عبداللہ امرتسری

سوال:- کیا مرزائی کافر ہیں یا مُرتد؟ ارتداد کے لئے کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

جواب:- ہر مُرتد کافر ہوتا ہے۔ مرزائی ہر صورت میں کافر ہیں خواہ مُرتد ہوں یا نہ۔ جو اسلام سے نکل کر مرزائی ہو گئے وہ مُرتد ہیں اور جو مرزائیوں کے گھر پیدا ہوتے یا کسی اور دین سے نکل کر مرزائی ہوئے وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں۔ ارتداد کے لیے صرف اتنی شرط ہے کہ پہلے اسلام میں ہو پھر اس سے نکل جائے قرآن مجید میں ہے و من یرتدد منکم عن دینہ (الآیہ)

شیعہ عامی کا سوال

سوال:- بحضور جناب علامہ صاحب۔ قبلہ و کعبہ صاحب یا علی مدد و سلام علیکم کے بعد گذارش ہے کہ ایک مسئلہ کی تحقیق چار کتابوں سے دینا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جناب پیغمبر خدا کو قرآن کی آیت آنے سے پہلے قرآن پڑھ کر سنایا ہے یا کہ نہیں؟ اگر سنایا ہے تو بحوالہ کتاب و نمبر صفحہ کتاب اہلسنت و جماعت سے دیں۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا وحی کے آیات لانے سے پہلے اُمت کو حکم خداوندی سنا دیا

کرتے تھے اور خدا تعالیٰ سے حکم ہوا کہ آپ وحی آنے سے پہلے حکم نہ سنایا کرو۔ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ سنا دیا کرتے تھے اور فریق ثانی اس بات کے خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہے تو میں شیعہ ہو جاؤں گا اگر نہ دکھایا تو تم سنی ہو جاؤ۔ اور ہمارے درمیان تحریر نامہ لکھا گیا ہے اگر ثبوت نہ ہوا تو میں سنی ہو جاؤں گا۔ اگر ہو گیا تو وہ شیعہ ہو جائے گا۔ ثبوت ان چار کتابوں سے ہونا چاہیئے :۔ صحیح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ :

آپ کا خادم مستری شہاب الدین شیعہ خاص کو پالہ بلتستان ارمی ضلع اقرسرو لکھانہ خاص

جواب :۔ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کو یہ آیت ممانعت کرتی ہے کہ وحی پہنچنے سے پہلے تم آیت پڑھ کر مت سنایا کرو۔ آیت یہ ہے :۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ۔ اب اگر قرآن نازل ہونے سے پہلے وہ قرآن کو نہیں جانتا تھا تو کیونکر پہلے سنا دیتا تھا جس سے ان کو منع کیا گیا جب قرآن خود اس بات کی گواہی دے رہا ہے تو پھر بخاری مسلم وغیرہ قرآن کے مقابلہ میں کیا زیادہ معتبر ہو سکتی ہے؟

(دار الشریعۃ سادات گنج لاہور۔ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری تعلی)

محدث روپڑی :۔ شیعہ عالم کا فرض تھا کہ سائل کو کلمات شرکیہ (یا علی مدد) سے روکتے نیز کسی کو قبلہ کعبہ کہنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا شبہ پڑتا ہے مگر شیعہ عالم نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اصل سوال کے جواب میں کیا خیر ہو گی خیر سنیئے۔

جواب کی بسم اللہ ہی غلط ہے معلوم ہوتا ہے کہ عربیت سے ناواقف ہیں ورنہ عَلَیْهِ وَآلِهِ السَّلَامُ ترکیب ضعیف استعمال نہ کرتے بلکہ عَلَیْهِ وَعَلٰى آلِهِ السَّلَامُ کہتے کیونکہ ضمیر مجرور پر عطف کے وقت اعادہ جار کا ضروری ہے چنانچہ کتب نحو میں مسئلہ مشہور ہے۔

پہلے سوال کا جواب تو کچھ نہیں دیا اور دیتے بھی کہاں سے جبکہ کتب اہلسنت میں اس کا نام و نشان نہیں ہاں دوسرے سوال کے جواب کے لئے جرأت کی ہے مگر اس کا جواب بھی نہ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ جواب دینے سے ان کی علمیت کا راز فاش ہو گیا قرآن مجید میں ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ (پ ۲۵ ع ۶)

ترجمہ :۔ "اسی طرح ہم نے تیری طرف وحی بھیجی تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔"

اس آیت میں صاف ظاہر ہے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے علم ہوا ہے۔ پہلے آپ کو کتاب کا کوئی علم نہ تھا بلکہ ایمان کی اصل حقیقت سے بھی ناواقف تھے۔

رہی وہ آیت جو شیعہ عالم نے پیش کی ہے وہ پوری نہیں لکھی۔ اس کے اخیر میں وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا بھی ہے اس کی تفسیر خیر الامہ مفسر القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھنا شروع کرتے تو آپ بھولنے کے خوف سے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے۔ جیسے شاگرد استاد کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ وحی ہونے سے پہلے جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور کہہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے "

اخیر کے ٹکڑے (کہہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے) سے اس طرف اشارہ ہے جو وحی تجھے آچکی ہے تو اس کے بھولنے سے ڈرتا ہے۔ خدا تجھے اس سے زیادہ دینا چاہتا ہے پس تیرا یہ ڈر ٹھیک نہیں!

دوسری جگہ خداوند تعالیٰ اس کی زیادہ وضاحت کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (سورۃ قیامہ ع ۱)

ترجمہ:۔ تو قرآن مجید کے ساتھ زبان مت ہلا تاکہ اس کے ساتھ جلدی کرے (جیسے شاگرد استاد کے ساتھ جلدی پڑھتا ہے تو ڈر نہ) قرآن کا (تیرے سینہ میں) جمع کرنا اور زبان سے پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم پڑھیں تو پڑھنے کے پیچھے لگ یعنی سنتا رہ۔ پھر اس کی تفسیر بھی ہمارے ذمہ ہے"

ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر صفحہ ۷۳۲!

ناظرین! خیال فرمائیں کہ جب ان کے علامہ فہامہ نہ بلکہ مجتہد العصر نہ بلکہ قبلہ وکعبہ کلام الٰہی سے اتنے بے خبر ہیں کہ بعض آیات کا پتہ ہی نہیں کہ قرآن مجید میں ہیں یا نہیں اور جن کا پتہ ہے ان کی تفسیر کا پتہ نہیں تو ان کے عوام کی کیا حالت ہوگی ان کی نسبت تو یہ کہنا بالکل درست ہوگا۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

میرے خیال میں کلام الٰہی سے یہ اس لئے واقفی ضروری نہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ قرآن مجید حضرت عثمانؓ وغیرہ کا جمع کردہ ہے۔ اگر واقعی یہ وجہ ہے تو پھر حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن مجید پیش کریں۔ اگر نہیں تو پھر شیعہ مذہب کی کوئی آسمانی کتاب ہی دنیا میں موجود نہ ہوئی۔ پس اس سے بڑھ کر شیعہ مذہب کے بناوٹی ہونے کا اور کیا ثبوت